OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN: 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:1, Issue: 1, July -Dec 2022 PP: 41-50

امام ابن شہاب زہریؒ بحیثیت سیرت نگار: ایک اجمالی جائزہ

Imam Ibn Shahab Zahri as a Seerah Writer: A brief overview

Published: 15-09-2022
Accepted: 15-11-2022
Received: 31-12-2022

Muhammad Hashir
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur
Email: aashirhamayoun9@gmail.com

Hafiz Abdullah Haroon
PhD Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur
Email: Hafizabdullahharoon9@gmail.com

Saadjaffar
Lecturer Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad
University of Science and Technology, Abbottabad
Email: Saadjaffar@aust.edu.pk

Abstract

From the beginning of Islam till today, the lovers of Prophethood have been writing on various aspects and aspects of the life of the Lord of the Universe. Ba'ath has also recorded the events of the Prophet's life and has tried to clarify the life and events of the Prophet (PBUH) from different dimensions, even making some aspect of his biography a subject of discussion for those who come later. Or it has become quite difficult to pick up a corner of the biography and make it the subject of your research Because the material available on the biography of the Prophet (PBUH) is so abundant that finding a gap or research gap in it is equivalent to bringing a lion's yoke. And Mughazi wrote a wonderful book called "Kitab Al-Mughazi" and the first biographical books were known as Mughazi because in them the account of the Rasool Allah (peace be upon him) battles was mentioned with particularity. It has happened and now Mughazi is a part of Sirat, in this article, a glimpse of Imam Ibn Shahab Zahri's services is being presented with regard to Sirat Tayyaba.

***Keywords**: Mughazi, Sirat, Biography, Life, Ibn Shahab Zohri.*

تمہید

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک عشاق نبوت سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر قلم کاری کرتے چلے آ رہے ہیں، سیرت نگاروں کی اس جماعت نے حضور اکرم ﷺ کی نہ صرف بعد از نبوت زندگی کو بیان کیا ہے بلکہ قبل از بعثت زندگی کے احوال و واقعات کو بھی قلم بند کیا ہے اور آپ ﷺ کی سوانح اور زندگی کے شب و روز کو مختلف پہلوں سے ظاہر کیا ہے چنانچہ بعد میں آنے والوں کے لئے سیرت طیبہ کے کسی پہلو کو موضوع بحث بنانا یا سیرت کے کسی گوشے پر قلم اٹھانا اور اسے اپنی تحقیق کا موضوع بنانا کافی مشکل ہو گیا ہے کیونکہ کہ سیرت نبوی ﷺ پر دستیاب مواد اس قدر کثیر ہے کہ اس میں کوئی خلا یا ریسرچ گیپ نکالنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، سیرت کو قلم کی جولانیاں دیکھانے والوں میں ایک مشہور نام "ابن شہاب زہریؒ" کا بھی ہے جنہوں نے فن سیر و مغازی میں ایک شاندار کتاب "کتاب المغازی" کے نام سے تحریر کی اور سیرت کی اولین کتب مغازی کے نام سے معروف تھیں کیونکہ ان میں حضور اکرم ﷺ کے غزوات کا بیان خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا تھا پھر بعد میں اس میں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو بھی بیان کیا گیا اور اب مغازی سیرت کا جزء ہے، اس مقالہ میں سیرت طیبہ کے حوالے سے امام ابن شہاب زہریؒ کی خدمات کو بیان کیا جا رہا ہے۔

کلیدی الفاظ: **مغازی، سیرت، سیرت نگاری، زندگی، ابن شہاب زہری**

تحقیق کا بنیادی سوال:

ابن شہاب زہریؒ کی سیرت میں کیا خدمات ہیں؟

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ:

امام ابن شہاب زہریؒ کی سیرت میں خدمات پر کوئی مستقل کتاب (جس میں موضوع کا احاطہ کیا گیا ہو) بندہ کی نظر سے نہیں گزری البتہ ایک آرٹیکل "**مرویات سیرت میں امام زہریؒ کا منہج و اسلوب**" ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری اور محمد منشاء طیب کا تصنیف کردہ دستیاب ہوا جس میں امام زہریؒ سے منقول سیرت کی روایات میں ان کا منہج و اسلوب ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً فن سیرت نگاری میں امام زہریؒ کا مقام اور مختصراً کتاب المغازی کا تعارف تحریر کیا گیا ہے، لیکن تفصیلاً اور مستقل طور پر امام زہریؒ کی سیرت میں خدمات اور اس سلسلے میں ان کی کتاب "المغازی" پر کماحقہ مواد و معلومات کہیں موجود نہیں ہیں۔

منہج تحقیق:

زیر نظر مقالے کا منہج بیانیہ و تجزیاتی ہے جس میں امام زہریؒ کی سیرت میں خدمات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

ابن شہاب زہریؒ مختصر تعارف:

ابتدائی حالات زندگی:

امام زہریؒ کا مکمل نام محمد بن مسلم بن عبداللہ شہاب زہری ہے، کنیت ابو بکر ہے، زہرہ قبیلے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے زہری کے ساتھ مشہور ہو گئے، آپ کی تاریخ پیدائش میں متعدد اقوال ہیں راجح قول کے مطابق آپ کی پیدائش 51 ھجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی ہے[1] آپ نے ساری عمر مدینہ منورہ میں بسر کی، آپ کی تعلیمی زندگی کی ابتداء حفظ قرآن کریم سے ہوئی، صرف 80 دنوں میں قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا تھا[2] اس کے بعد دیگر علوم مثلاً علم الانساب اور علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور علم حدیث کے لئے مشہور تابعی سعید بن مسیبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دس سال تک مسلسل ان سے شرف تلمذ حاصل

کرتے رہے۔[3]

امام زہریؒ کا علمی ذوق:

امام زہریؒ نے تحصیل علم میں بہت محنت اور لگن سے کام لیا، اس زمانے میں لوگ علم کی پیاس بجھانے کے لیے اہل علم کے گھروں میں جاتے تھے،ابو الزناد کا بیان ہے کہ زہری کے ساتھ ہم لوگ علماء کے گھروں میں جایا کرتے زہری جو کچھ سنتے اس کو قلمبند کرتے کیونکہ ان کے پاس تختیاں اور بیاضیں ہوتی[4] وہ بلاامتیاز بوڑھوں اور بچوں کی علمی مجالس میں سب سے پہلے جاتے اور ان سے استفادہ کرتے ،ان مجالس سے فارغ ہو مدینہ کی گلیوں میں پھرتے اور یہاں کے تمام بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں تک سے بھی استفادہ کرتے ،سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں انہوں نے اپنے والد سے سوال کیا کہ علم میں زہری آپ سب لوگوں پر کیسے فائق ہوگئے؟انہوں نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا آپ سب سے پہلے علمی مجالس میں جاتے، پھر وہ یہاں سے انصار کے گھر تشریف لے جاتے اور ہر جوان، ادھیڑ عمر اور ضعیف خاتون سے فائدہ اٹھاتے ، وہ پردہ نشین خواتین کے پاس بھی تشریف لے جاتے[5] انہیں جس فاضلہ خاتون کی خبر ملتی یہ ان کے پاس پہنچ جاتے ،وہ خود بیان فرماتے کہ ایک مرتبہ قاسم بن محمد نے مجھ سے سوال کیا کہ تم علم کے حصول میں بڑے حریص ہو،اسی وجہ سے میں تمہیں ظرف علم کا پتہ بتاتا ہوں، آپ نے فرمایا ضرور بتائیں، اور میں نے عبدالرحمٰن کی لڑکی کے پاس جانے کا مشورہ دیا،ام المومنین عائشہؓ کی آغوش تربیت میں اس کی پرورش ہوئی تھی؛ چنانچہ جب میں ان کے پاس پہنچا، تو صواقعی وہ علم کا بحر بیکراں تھیں۔[6]

علمی مقام ومرتبہ:

علمی میدان میں امام زہریؒ نے جو مقام حاصل کیا وہ اس وقت کے بڑے بڑے اہل وعلم وفضل بھی حاصل نہ کرسکے، فن سیر و مغازی میں امام زہریؒ کی جلالت علمی کا اعتراف ان کے معاصرین بھی کرتے تھے، چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہیں:

"جب امام زہریؒ مدینہ میں داخل ہو جاتے تو ان کے جانے تک کوئی بھی عالم حدیث بیان نہیں کرتا تھا"[7]

امام لیث بن سعد سمرقندیؒ امام زہریؒ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"میں نے جامع اور کثیر علم رکھنے والا عالم ابن شہاب زہری سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا وہ علم کے جس بھی میدان کے بارے میں علم کی گرہ کھولتے تو میں کہتا کہ شاید وہ شاہسوار ہیں اس میدان کے اور یہی ان کا حقیقی شعبہ ہے"[8]

عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں:

"حدیث کے معاملے میں ابن شہابؒ جیسا علم رکھنا عالم نہیں دیکھا"[9]

امام مکحولؒ کا قول ہے:

"سنن ماضیہ کے متعلق جاننے والا میں نے امام زہری سے بڑھ نہیں دیکھا"[10]

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا:

"کیا تم علم کے لئے ابن شہاب کے پاس جاتے ہو؟ لوگوں نے جواب میں کہا کہ ہاں جاتے ہیں، آپ نے فرمایا ان کے

پاس جایا کرو کیونکہ سنن ماضیہ کے بارے میں جاننے والا ان کے جیسا کوئی نہیں"[11]

امام زہریؒ کے اساتذہ:

امام زہریؒ نے ہر علم رکھنے والے شخص سے اپنے علم کی پیاس بجھائی ہے، کوئی شخص مدینہ میں ایسا نہ رہا جس کے بارے میں امام زہریؒ کو پتہ چلا ہو کہ اس کے پاس کوئی حدیث ہے یا وہ کسی علمی میدان کا ماہر ہے امام زہریؒ نے اس سے اخذ و استفادہ کیا ہے، حتی کہ عورتوں اور بچوں سے بھی امام زہریؒ نے علم حاصل کیا ان کا معمول یہ تھا کہ مدینہ میں علمی مجالس میں سب سے پہلے پہنچتے اور وہاں سے فارغ ہو کر اہل علم صحابہ و صحابیات اور تابعین کی تلاش میں رہتے اور ان کے گھروں میں جاتے تاکہ دین کی کوئی بات سیکھ لیں، اس اعتبار سے امام زہریؒ کے شیوخ و اساتذہ کا دائرہ کار کافی وسیع ہے تاہم ان میں سے کچھ ایسے شیوخ بھی جن سے امام زہریؒ نے علم کا حصہ وافر پایا اور ان کے ساتھ ملتزم رہے، ان میں چند ایک یہ ہیں:

صحابہ کرام میں:

انس بن مالک، عبد اللہ بن ثعلبہ، سائب بن یزید، مسور بن مخزمہ، سہل بن سعد، ربیعہ بن عباد، ابو الطفیل رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ۔[12]

تابعین میں:

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہؒ، سعید بن مسیبؒ، عروہ بن زبیرؒ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰنؒ کا شمار مدینہ کے مشہور فقہاء سبعہ میں ہوتا ہے۔[13]

مشہور تلامذہ:

امام زہریؒ کے تلامذہ میں یوں تو بہت سے محدثین اور مفسرین کے نام ہیں جن میں مشہور شخصیت امام مالک بن انسؒ کی بھی ہے، امام مالکؒ نے اپنی کتاب موطا میں امام زہریؒ کے بہت سے شاگردوں کی بہت سی روایات کو نقل کیا ہے، ان میں سے بعض تلامذہ جنہوں نے حدیث، تفسیر، فقہ اور سیرت میں وقیع کام کیا وہ مندرجہ ذیل:

عطاء بن ابی رباح، عمر بن عبدالعزیز، عمرو بن دینار، صالح بن کیسان، یحیٰی بن سعید انصاری، عبد اللہ بن مسلم زہری، امام اوزاعی، ابن جریج، محمد بن علی بن حسین، محمد بن منکدر، ہشام بن عروہ، معمر الزبیدی، موسی بن عقبہ، بکر بن وائل، محمد بن اسحاق منصور بن معتمر وغیرہ شامل ہیں۔[14]

لیکن امام زہریؒ کے تین شاگرد ایسے ہیں کہ جنہوں نے فن سیر و مغازی میں وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس فن کی ترویج و اشاعت ہوئی، یہ تین اساطین علم معمر بن راشد صنعانی، موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق ہیں، امام زہریؒ کی سیرت کی مرویات زیادہ تر ان ہی تینوں شاگردوں سے مروی ہیں جنہوں نے اس علم کو محفوظ کیا اور امت تک پہنچانے کا سبب بنے۔

امام زہریؒ کی سیرت میں خدمات:

ابتدائی دور سے تعلق رکھنے والے سیر و مغازی کے امام حضرت ابن شہاب زہریؒ علماء تابعین میں دینی و علمی جامعیت کے مرقع تھے، اور اس فن کو دنیا و آخرت کا علم قرار دیتے تھے، ان کے بھتیجے محمد بن مسلم کا بیان ہے:

سمعت عمی الزهری یقول علم المغازی علم الآخرة و الدنیا[15]

میں نے اپنے چچا زہریؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علم مغازی دنیا و آخرت میں کام آنے والا علم ہے۔

امام محمد بن شہاب زہریؒ کا شمار ان پہلے سیرت نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے علم سیرت کے ابتدائی خطوط کو استوار کیا اور اس کا سانچہ و ڈھانچہ تعمیر کیا اس لحاظ سے امام زہریؒ فن سیرت نگاری کے قائد ہیں، امام زہریؒ سے کل احادیث جو منقول ہیں وہ دو ہزار دو سو کے قریب ہیں چنانچہ امام زہری کے روایت نقل کرنے کے بارے میں امام ابو داوٗد نے کہا انہوں نے دو ہزار دو سو احادیث روایت کی ہیں ان میں مسند روایات کی تعداد نصف ہے۔

قال أبو داود: حديثه ألفان ومائتان, النصف منها مسند[16]

مختلف کتابوں میں آپ کی روایات کا مجموعی جائزہ لینے سے یہ پتا چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے ہر پہلو اور گوشے سے متعلق امام زہریؒ سے روایات منقول ہیں، آپ ﷺ کی قبل از نبوت زندگی ہو بعد از نبوت، مکی زندگی ہو یا مدنی، ہجرت مدینہ ہو یا غزوات کا بیان ہو ان سب سے متعلق امام زہریؒ کی روایات حدیث و سیرت کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں، اسی طرح مرض الموت، وفات، سفارتی سرگرمیوں اور دیگر دفود جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لاتے تھے متعلقہ روایات بھی بہت سے کتابوں میں امام زہریؒ کی سند موجود ہیں۔

امام صاحب کی مرویات سیرت کو پڑھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیرت نگاری میں آپ نے تاریخ کے مطابق واقعات سیرت کا تذکرہ کیا اور جو واقعات اہمیت کے حامل ہیں ان کی تاریخوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، سیرت نگاری لکھنے کے سلسلے میں امام میں کچھ ایسی خصوصیات بھی ہیں جو متقدمین کے ہاں ناپید ہیں مثال کے طور پر آپ نے سیرت میں رسول اللہ ﷺ کے مغازی کو موضوع بحث نہیں بنایا بلکہ دیگر سیرت کے واقعات کو بھی سیرت کے موضوع میں بیان کیا تاکہ ان سے منسلک احکامات کو جن کا تعلق واقعات سیرت سے ہے ان کا بھی تذکرہ کیا جائے مثلاً تقسیم فیئ واقع خیبر، صفات خلقی و خُلقی، اسماء اور لباس و انگوٹھی وغیرہ کا تذکرہ، نیز واقعات سیرت کی جزئیات کی تفصیل بھی نہایت استقصاء کے ساتھ فراہم کی۔

اس بحث سے پتہ چلتا ہے کہ امام زہریؒ صرف تاریخی و قائع نگار نہیں تھے بلکہ سیرت نگاری میں احادیث رسول سے بھی استفادہ کرتے تھے، امام زہریؒ کی پیش کردہ روایات بھری پڑی ہیں واقعاتی معلومات سے اور امام صاحب کا طریقہ مستقل، بین، بسیط اور ترکیب سے مزین ہے سیرت نگاری مبالغے سے پاک نبوی حالات و واقعات کے مطابق ہے۔

امام زہریؒ کی کتاب "المغازی" کا سیرت کے حوالے سے جائزہ:

امام زہریؒ کی خدمات سیرت میں سب سے بڑی خدمت اور کارنامہ ان کی کتاب "المغازی" ہے، ابتداء میں مغازی ان کتب کو کہا جاتا تھا جن میں رسول ﷺ کے غزوات کے واقعات مذکور ہوتے تھے اگرچہ ان میں ضمناً سیرت کے واقعات بھی مذکور ہوتے لیکن بعد میں اس کے مفہوم میں وسعت پیدا ہو گئی اور سیرت کی کتابوں پر مغازی کا اطلاق ہونے لگا، اسی طرح عروہ بن زبیر کی مغازی، ابان بن عثمان کی مغازی، مغازی محمد بن شہاب زہری، مغازی ابن اسحاق، مغازی موسی بن عقبہ، اور واقدی وغیرہ سیرت نگاری پر کتابیں ہیں اور ان کتابوں میں مغازی اور غزوات کے ساتھ ساتھ سیرت کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔[17]

جن اسلامی علوم وفنون کی ابتداء مدینہ منورہ سے ہوئی ان میں علم فقہ، حدیث اور علم فتوی کے علاوہ علم سیرت اور علم مغازی جیسے علوم بھی ان میں شامل تھے، جس کا تعلق بنیادی طور پر علم حدیث سے ہی ہے، اسی مبارک سرزمین اور منبط وحی الہی سے جہاد فرض ہوا، یہیں سے سرکار دوعالم ﷺ غزوات کے لئے تشریف لے جاتے اور یہیں سے صحابہ کرام کے لشکر سرایا کی صورت میں مختلف قریوں اور بستیوں کی طرف روانہ ہوتے، اسی وجہ سے مدینہ منورہ اسلام کی ابتدائی دو تین صدیوں تک علم و عرفان کا مرکز رہا، صحابہ وتابعین کی ایک کثیر تعداد برابر یہاں موجود رہی، عبد اللہ بن عبد الکریم کا بیان ہے کہ وصال نبوی ﷺ کے وقت بیس ہزار صحابہ کرام مدینہ منورہ میں موجود تھے، امام مالکؒ کا بیان ہے کہ تقریبا دس ہزار صحابہ کرام کا انتقال مدینہ میں ہوا۔[18]

مدینہ منورہ خاص طور پر علم المغازی کے لئے مشہور تھا اور اساتذہ و شیوخ اپنے تلامذہ کو اس کو سیکھنے کے لئے مدینہ جانے کا مشورہ دیا کرتے تھے، امام سفیان بن عیینہؒ کا قول مشہور ہے کہ:

"من اراد المغازی فالمدینة"

یعنی جو شخص مغازی کا علم سیکھنا چاہتا ہے وہ مدینہ کی طرف رخ کرے۔[19]

مدینہ منورہ غزوات و سرایا کا مرکز رہا یہاں سے سیر و مغازی کے اولین علماء و مصنفین گزرے اور فن مغازی کی تدوین و تالیف کی ابتداء کا کام یہیں سے ہوا، دوسرے شہروں کے بہت سے علماء مغازی ان کا سلسلہ سند یہیں کے علماء و رواۃ سے ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے یہیں مغازی کو مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوئی اور یہیں کے تین ہم عصر علماء نے ایک ہی زمانے میں کتاب المغازی کی تالیف کی، جن میں حضرت عروہ بن زبیرؒ (م 94ھ)، ابان بن عثمانؒ (م105ھ)، اور محمد بن شہاب زہریؒ (م124ھ) جیسے نابغہ روزگار شخصیات کے اسم گرامی ہیں۔

مذکور الصدر تینوں حضرات میں سے سب سے پہلے کس نے علم مغازی پر قلم اٹھایا؟ اس بات کا صحیح علم تو نہیں ہو سکا البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغازی کے موضوع پر لکھنے والی سب سے پہلی کتابیں عروہ بن زبیرؒ اور ابان بن عثمانؒ نے لکھی، مگر چند ایسی روایات بھی موجود ہیں جو امام ابن شہاب زہریؒ کو علم المغازی پر لکھنے وا؛ے پہلے مصنف کہتے ہیں۔

تاریخ کی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں ابن کثیر نے عروہ بن زبیرؒ کے متعلق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"كان عالما ، مامونا، ثبتا، حجة، عالما بالسير، واول من صنف المغازی"[20]

عروہ بن زبیرؒ عالم، ثقہ، قابل اعتماد، فن سیر و مغازی کے امام اور مغازی کے اولین مصنف تھے۔

اسی طرح کشف الظنون میں حاجی خلیفہؒ لکھتے ہیں:

"ويقال اول من صنف فيها عروة بن الزبير"

"اور بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے مغازی پر لکھنے والے شخص حضرت عروہ بن زبیرؒ ہیں۔"

عروہ بن زبیرؒ کی کتاب المغازی کی اشاعت وترویج ان کے شاگردوں نے روایت کے ذریعے کی، آپ کے کئی شاگردوں نے آپ سے اس کتاب کی روایت کی، ابو الاسود محمد بن عبد الرحمان جن کی تربیت حضرت عروہ نے خود کی وہ اس کتاب کے راوی ہیں۔[21]

عروہ بن زبیرؒ کی کتاب اگرچہ گردش زمانہ کی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکی تاہم ابو الاسود اور دیگر رواۃ کی روایت سے اس کی

درس وتدریس ہوتی رہی، اسی طرح ابان بن عثمانؒ کی مغازی بھی محفوظ نہ رہ سکی البتہ ان کے شاگرد آگے نقل کرتے رہے جن میں مغیرہ بن عبد الرحمان وہ ہستی ہیں جنہوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے استاد کے علمی اثاثہ کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ اپنی اولاد کی بھی اس کی تلقین کی، چنانچہ ابن سعدؒ طبقات میں لکھتے ہیں:

"قال يحيى بن المغيرة بن عبد الرحمان عن ابيه انه لم يكن عنده خط مكتوب من الحديث الا مغازى النبیﷺ اخذها من ابان بن عثمان فكان كثيرا ماتقرا عليه و امرنا بتعليمها"[22]

یحییٰ بن مغیرہ نے روایت کیا ہے اپنے والد مغیرہ سے کہ کوئی بھی لکھا ہوا صحیفہ ان کے پاس حدیث کا موجود نہیں تھا، البتہ رسول اللہ ﷺ کے مغازی کتابی شکل میں محفوظ تھے، جو انہوں نے ابان بن عثمان سے حاصل کیے تھے اور انہوں نے ہم کو اس کے اخذ کرنے کی ہدایت کی تھی۔"

سیرت کی اولین کتاب امام سہیلیؒ نے جیسے کہا وہ امام زہریؒ کی ہے، امام سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں سیرت پر جو کتاب سب سے پہلے تصنیف ہوئی وہ امام زہریؒ کی ہے۔[23]

امام زہری کے صحیفہ کے بارے میں چند دیگر شواہد بھی موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے ان کے پاس لکھا ہوا صحیفہ تھا، ایک دوسری شہادت جو امام ابو زرعہ امام اوزاعیؒ کی ہے وہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ایک صحیفہ یحییٰ بن ابی کثیر نے انہیں دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے میری طرف سے روایت کرو کیونکہ یہ صحیفہ زہریؒ نے اسے دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے میری طرف سے روایت کردو۔[24]

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں امام زہریؒ اپنی مغازی کا تذکرہ کر رہے ہیں:

"عن موسى بن عقبة عن ابن شهاب قال "هذه مغازى رسول الله ﷺ" فذكر الحديث"[25]

" موسی بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ ابن شہاب نے بیان کیا یہ مغازی رسول اللہ ﷺ کے ہیں وہ پھر بعد میں واقعہ بیان کیا، حافظ ابن حجرؒ نے ھذہ کا مشار الیہ زہریؒ کی کتاب المغازی کو قرار دیا ہے۔"

امام زہریؒ کی مغازی کے ناقلین:

امام زہریؒ سے منسوب کتاب المغازی اگرچہ اب مفقود ہے لیکن ان کی مرویات سیرت ان کے شاگردوں محمد بن اسحاق، موسی بن عقبہ اور معمر بن راشد کی سندوں سے کتب حدیث و سیر میں موجود ہیں۔

معمر بن راشدؒ:

امام زہریؒ کے پہلے شاگرد امام معمر بن راشدؒ ہیں، امام زہریؒ کے بارے میں معمر کہتے ہیں:

"ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے بہت سا علم زہریؒ سے سیکھ لیا ہے لیکن ولید بن یزید کے قتل کے بعد جب اس کے پاس موجود زہریؒ کی کتابیں چوپایوں پر لادی گئیں، تو اس وقت ہمیں اندازہ ہوا کہ ان کے پاس کم جب کہ امام زہریؒ کے پاس علم کئی گنا زیادہ تھا جسے ان سے ہم نے حاصل کیا تھا"[26]

عبد الرزاق بن ہمام نے اپنے استاد معمر کی روایات کو اپنی مصنف میں دیگر روایات کے ساتھ شامل کر لیا ہے اور

معمر نے جس کتاب کو اپنی طرف منسوب کیا ہے وہ حقیقت میں زہری کا المغازی نسخہ ہے ان میں دوسرے بہت سے شیوخ کی روایات بھی شامل ہیں، امام زہری کی کتاب سے رویات لی گئی ہیں جو مصنف عبد الرزاق کی کتاب المغازی کا بیشتر حصہ ہے جسے معمر بن راشد نے روایت کیا ہے،اس طرح مصنف عبد الرزاق میں امام زہریؒ کی مغازی کا بیشتر حصہ محفوظ ہو گیا ہے۔

معمر بن راشد کی کتاب المغازی کے بارے میں قاضی اطہر مبارک پوریؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ امام زہریؒ کی کتاب المغازی ہے۔[27]

موسی بن عقبہؒ:

امام زہریؒ کے دوسرے شاگرد موسی بن عقبہ ہیں" فتح الباری" جسے ابن حجرؒ نے لکھا ہے اس میں واضع طور پر بیان ہوا ہے کہ امام زہری کی روایات کا مجموعہ مغازی ہے، امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں مغازی کے ذکر میں چالیس سے زیادہ روایات امام زہریؒ کی نقل کی ہیں، جن میں اکثر موسی بن عقبہ عن الزہری کی سند سے ہیں۔

مشہور جرح و تعدیل کے امام یحیٰی بن معین کہتے ہیں:

"كتاب موسى بن عقبة عن الزهرى من اصح الكتب"[28]

" فن مغازی کی تمام کتابوں میں سے صحیح کتاب زہری کی روایت شدہ کتاب موسی بن عقبہ کی کتاب فن مغازی ہے۔"

محمد بن اسحاقؒ:

امام زہریؒ کے تلامذہ کی صف میں تیسری شخصیت محمد بن اسحاقؒ کی ہے، جن کی تالیف نے ماند کر دی شہرت کو جو ان کے دور کے ہم عصر علماء اور پیش رو تھے سیرت پے لکھی جانے والی یہ سب سے پہلی تحریر ہے جو مکمل کتابی شکل میں ہے نہ کہ اقتباسات کی کی صورت میں ملی ہے۔

ابن اسحاقؒ کی جامعیت اور وجہ شہرت علم المغازی کے لحاظ سے بہت تھی کہ جب ان کے استاد امام زہریؒ سے ان کے شاگرد کے مغازی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے گواہی دیتے ہوئے کہا کہ "ہو اعلم الناس بہا"

مزید امام زہریؒ نے ابن اسحاقؒ کے بارے میں یہ فرمایا کہ ان سے مغازی کی روایات لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، سیرت ابن اسحاق پہلے نایاب تھی لیکن اب اس کا ایک حصہ مطبوع شکل میں موجود ہے۔

نتائج البحث:

1. امام زہریؒ کی لکھی ہوئی کتاب المغازی اگرچہ اب موجود نہیں لیکن بہت سی دلیلیں واضع کرتی ہیں کہ اس میں سیرت کے تمام پہلوؤں سے متعلق روایات موجود تھیں۔
2. امام زہریؒ کی مرویات سیرت ان کے تلامذہ معمر بن راشد، موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق کی سندوں سے کتب حدیث و سیر میں موجود ہیں۔
3. امام زہریؒ نے سیرت نگاری میں تاریخی تسلسل کے مطابق واقعات سیرت کا تذکرہ کیا اور اہم واقعات کی تاریخیں بھی ذکر کی ہیں۔
4. امام زہریؒ نے سیرت میں صرف مغازی رسول ﷺ کو ہی موضوع نہیں بنایا بلکہ دیگر واقعات سیرت کو بھی

سیرت کا حصہ قرار دیا۔

5. امام زہریؒ نے مرویات سیرت میں استنادی حیثیت کا خاص اہتمام کیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 المزی، یوسف بن عبد الرحمان، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، مؤسستہ الرسالۃ بیروت، ج26، ص440

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، التاریخ الکبیر، مؤسستہ الرسالۃ بیروت، ج1، ص220

3 ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر بیروت، ج12، ص13

4 ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص106

5 ابن الحجر، تہذیب التہذیب، ج:9، ص:449

6 ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج:1، ص:99

7 الفسوی، یعقوب بن سفیان، المعرفۃ والتاریخ، مؤسستہ الرسالۃ بیروت، ج1، ص62

8 التاریخ الکبیر، ج:1، ص:5

9 الطبقات الکبری، ج:1، ص:174

10 الطبقات الکبری، ج1، ص178

11 الاصبہانی، ابو نعیم احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیاء، دار الکتاب العربی بیروت، ج:3، ص:360

12 آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا

13 الطبقات الکبری، ج:12، ص:131

14 تہذیب التہذیب، ج9، ص446

15 ابن کثیر، ابو الفداء الدمشقی، البدایۃ والنہایۃ، ج3، ص241

16 الذھبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج1، ص83

17 ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب المغازی، ج:7، ص:279

18 قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض، ترتیب المدارک، ج1، ص67

19 الصمیری، ابو عبداللہ حسین بن علی القاضی، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص75

20 ابن کثیر، ابو الفداء الدمشقی، البدایہ والنہایۃ، ج9، ص101

21 الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء

22 ابن سعد، ابو عبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ج5، ص104

23 السہیلی، ابوالقاسم عبدالرحمان بن عبداللہ، الروض الانف، دار الفکر بیروت، ج1، ص214

24 ابوزرعہ، الدمشقی، تاریخ ابوزرعہ، ج3، ص375

25 البخاری، محمد بن اسماعیل، ج3، ص10

26 الطبقات الکبری، ج2، ص399

27 مبارک پوری، قاضی اطہر، تدوین سیر ومغازی، بیت الحکمت، ص: 189

28 ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ج1: ص: 262